رسائل و مسائل

بکری ٹیکس

"میں بزازی کا کاروبار کرتا ہوں۔ یکم اپریل ۱۹۴۸ء سے ہم پر بکری ٹیکس لگایا گیا ہے اور ہمیں اختیار دیا گیا ہے کہ یہ ٹیکس اپنے گاہکوں سے وصول کرلیں۔ لیکن عام دوکاندار یہ ٹیکس نہ گاہکوں سے وصول کرتے ہیں اور نہ خود ادا کرتے ہیں۔ اس سے بچنے کے لئے انہوں نے طریقہ یہ اختیار کیا ہے کہ اپنی روزمرہ کی اصل فروخت کا حساب وہ اپنے باقاعدہ رجسٹروں میں درج ہی نہیں کرتے۔ حکومت کے کارندوں کو وہ اپنے فرضی رجسٹر دکھاتے ہیں، اور جب اُن کے رجسٹر پر کسی شک کا اظہار کیا جاتا ہے تو رشوت سے مُنہ بند کردیتے ہیں۔ دوسرے دوکانداروں کے لئے تو یہ جعل اور رشوت آسان ہے، مگر ایک ایماندار تاجر کیا کرے؟ وہ خریداروں سے ٹیکس وصول کرتا ہے تو اس کا مال فروخت نہیں ہوسکتا، کیونکہ اس کے پاس ہی ایک ایسا دوکاندار بیٹھا ہے جو ٹیکس لئے بغیر اس کے ہاتھ مال فروخت کرتا ہے۔ اور اگر وہ خریدار سے ٹیکس نہیں لیتا تو اسے اپنے منافع میں سے یہ ٹیکس دینا پڑتا ہے اور اس صورت میں بسا اوقات اُسے کچھ نہیں بچتا بلکہ بعض چیزوں میں تو منافع اتنا کم ہوتا ہے کہ پورا منافع ٹیکس میں دینے کے علاوہ تاجر کو کچھ اپنی گرہ سے بھی دینا پڑجاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہم تجارت چھوڑدیں یا فرضی حساب رکھنے شروع کردیں؟

مزید ستم ظریفی یہ ہے کہ ہم جو صحیح حسابات رکھتے ہیں انہیں بھی سرکاری کارندے فرضی سمجھتے ہیں کیونکہ جہاں ۹۹ فی صدی تاجروں کے حسابات فرضی ہوا کرتے ہوں وہاں ایک فیصدی کے متعلق انہیں یقین نہیں آتا کہ اس کا حساب صحیح ہوگا۔ اس لئے وہ اپنے قاعدہ کے مطابق ہماری بکری کا اندازہ بھی زیادہ لگا کر ہم سے زیادہ ٹیکس کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اب کیا ہم اس سے بچنے کے لئے انہیں رشوت دیں یا اپنی ایمانداری کی پاداش میں اس زائد ٹیکس کا جرمانہ بھی ادا کریں؟"

یہ سوال دراصل ہم سے نہیں حکومت سے کیا جانا چاہئے تھا۔ اس کی پیدا کی ہوئی مشکلات کا حل خود اسی کو تجویز کرنا چاہئیے۔ اس نوعیت کے سوالات اگر اس کے پاس بھیجے جائیں (باقی صفحہ ۲)